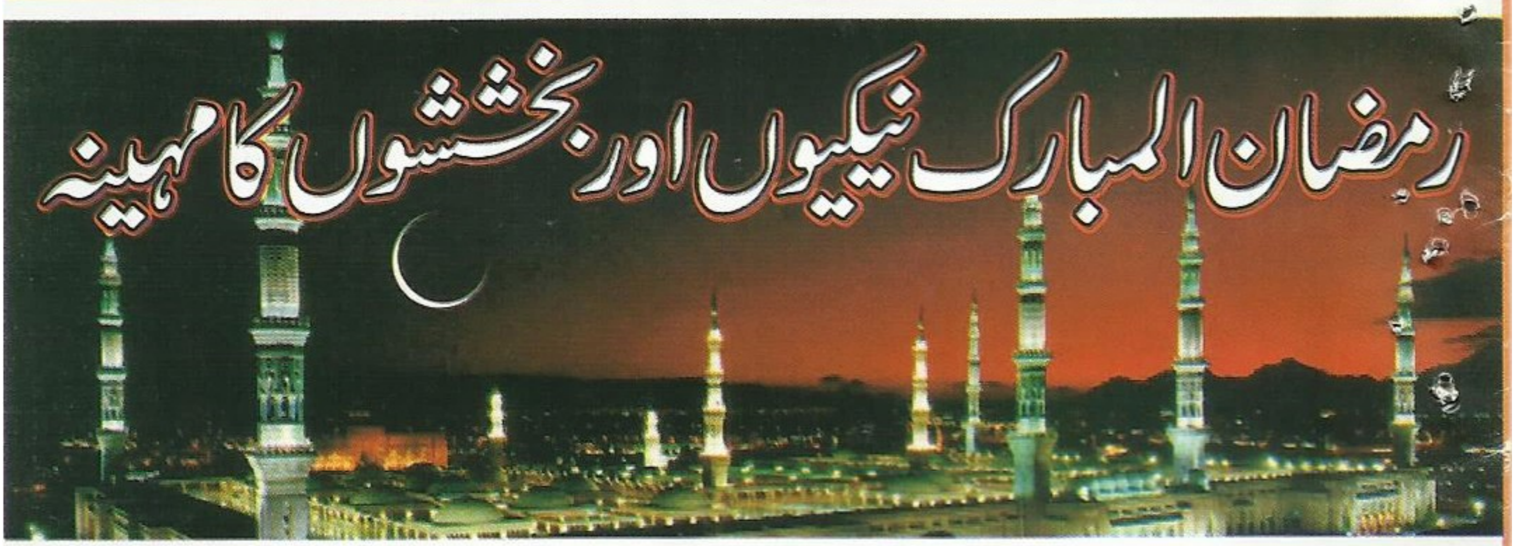
فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

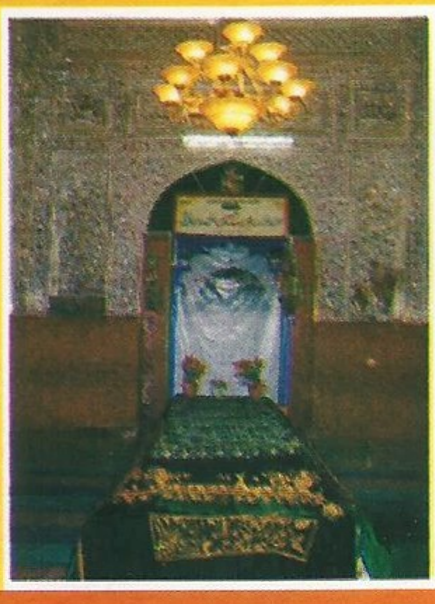


محبوب کبریا ﷺ کی حیات طیبہ

عاشق رسول ﷺ حضرت اویس قرنیؓ کی زندگی



رمضان المبارک نیکیوں اور بخششوں کا مہینہ



جگر گوشہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

حضرت خواجہ ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

صابری آستانہ مورت

فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

جلد 1 شمارہ 2 شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ، ستمبر 2007ء

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیریؒ

بفیضان کرم

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

حُسن ترتیب

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ بشارت حسین کلیامی

مدیر

زاہد حمید مرزا

مدیران اعزازی

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

مجلس مشاورت

مرزا محمد انور بیگ ایڈووکیٹ

محمد افتخار مرزا ایڈووکیٹ

غلام شبیر مرزا، ایاز احمد مرزا

مجلس ادارت

صاحبزادہ شمس العارفین مرزا

صاحبزادہ طارق مسعود مرزا

صاحبزادہ خالد سعید مرزا

ظفر محمود چشتی

قانونی مشیر

سید عقیل عباس ہمدانی ایڈووکیٹ

فخر الدین علی احمد مرزا ایڈووکیٹ

انچارج پرنٹنگ محمد دلنواز

نور گرافکس (راولپنڈی)

فرمان رب العالمین

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (الاحزاب:۵۶)

اللہ اور اس کے فرشتے رسول ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

(یعنی جان بوجھ کر عبادت کے طور پر درود و سلام بھیجا کرو)

فرمان رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں

کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع لحسان منبرا فى المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله ﷺ اور ينافح عن رسول الله ﷺ و يقول رسول الله ﷺ ان الله تعالىٰ يؤيد حسان بروح القدس ما يفاخر او ينافح عن رسول الله ﷺ

(ترمذی ، الجامع الصحيح، ۵ : ۱۳۸)

”حضور نبی اکرم ﷺ حضرت حسانؓ کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کرتے یا فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کا دفاع کرتے اور آپ ﷺ فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اکرم ﷺ کی نعت بیان کرتے ہیں یا ان کا دفاع کرتے ہیں“

اداریہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیرووں پر فرض کئے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی (البقرہ 183)

رسول اکرم ﷺ ماہ رمضان کی تیاری کئی ماہ قبل کرتے۔ سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ جب ماہ رجب آتا تو آپؐ ان کلمات سے دعا کرتے

اے اللہ ہمیں برکت دے ماہ رجب اور شعبان میں اور ہمیں پہنچا ماہ رمضان میں۔

صالحین امت ماہ رمضان کے آنے کیلئے چھ ماہ قبل سے دعائیں کیا کرتے اور رمضان گزرنے کے بعد چھ ماہ تک اس میں اعمال صالحہ کی قبولیت کی دعائیں کیا کرتے تھے جب ماہ رمضان قریب آتا تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو اس ماہ کی اہمیت برکات اور فضائل کی بشارت دیا کرتے۔

محدثین کرام نے سیدنا سلمان فارسیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ماہ شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب کیا اور فرمایا

اے لوگو! ایک عظیم اور مبارک ماہ تم پر سایہ کرنے والا ہے وہ ماہ جس میں ایک رات لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات میں قیام، نفل قرار دیا ہے، جو کوئی اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خیر کا کام یا نفل ادا کرے تو، گویا اس نے فرض ادا کیا سوائے رمضان کے جو کوئی اس ماہ میں ایک فرض ادا کرے تو وہ اسکے مثل ہے جس نے ستر فرض ادا کئے۔ سوائے ماہ رمضان کے یہ صبر کا ماہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غم خواری اور ہمدردی (یعنی محتاجوں کی مدد اور دل جوئی) کا ماہ ہے اس ماہ میں رزق میں زیادتی کی جاتی ہے جو کوئی اس ماہ میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت ہے اور جہنم کی آگ سے آزادی ہے اور اس کیلئے اتنا ہی اجر ہے (جتنا کہ روزہ دار کا) اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی۔

صحابہ کرامؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اتنا نہیں کہ وہ روزہ دار کا روزہ افطار کرا سکے (مراد پیٹ بھر کھلا سکے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دیگا جو کسی روزہ دار کا روزہ لسی کے ایک گھونٹ کھجور یا پانی ہی سے افطار کرا دے۔ جو کوئی اس ماہ میں روزہ دار کو کچھ پلائے اللہ عزوجل یوم حشر اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ اس کے بعد اسے کبھی پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ ماہ ہے جسکا اوّل حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے رہائی ہے۔

مدیر اعلیٰ

حمدِ باری تعالیٰ

اے رب سمٰوت تیری ذات ورا ہے
ہیبت سے تیری کوہ گراں کانپ رہا ہے

انسان بیچارہ تجھے کیا جان سکے گا
ادراک کی دنیا میں تجھے ڈھونڈ رہا ہے

ہیں تیرے ہی انداز ، غریبی و امیری
دیتا ہے کبھی اور کبھی مانگ رہا ہے

معلوم ہے اتنا کہ ہمیں کچھ نہیں معلوم !
جانا ہے کہ کیا جانے گا جو جان گیا ہے

ہر سمت ہے وَجہُ اللہ عیاں خالقِ احسن
خود آئینہ، خود دیدۂ حیران ہوا ہے

واصف علی واصفؔ

نعت رسول مقبول ﷺ

اندھیری رات میں نور حرا کے ہوتے ہوئے
بھٹک رہا ہوں تیرے نقشِ پا کے ہوتے ہوئے
کبھی نہ آپ کی سیرت سے کسب فیض کیا
میں راہ بھول گیا راہنما کے ہوتے ہوئے
نہ جانے کیسی رکاوٹ کا سامنا ہے مجھے
سفر ادھورے پڑے ہیں دعا کے ہوتے ہوئے
میرے وجود میں خوابوں کی راکھ اڑتی ہے
گلاب سوکھ گئے ہیں گھٹا کے ہوتے ہوئے
ہمارے سینوں میں بیمار دل دھڑکتے ہیں
حضورؐ! آپ کے دستِ شفا کے ہوتے ہوئے
مہیب سائے مسلط ہیں سرحدِ جاں پر
ہم ان سے خوفزدہ ہیں خدا کے ہوتے ہوئے
زبان اسمِ محمد ﷺ کا ورد کرتی ہے
سلگتی ریت پہ جور و جفا کے ہوتے ہوئے

شاہد مالکی

محبوب کبریا حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ

قاری نور حسین

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔ نبوت اور رسالت کے اس سلسلے کا آغاز حضرت آدمؑ سے شروع فرما کر حضرت محمد ﷺ پر مکمل فرما دیا۔ آپ ﷺ سے قبل جو انبیاء کرام اور رسل اعظام تشریف لائے ان کی بعثت کا زمانہ محدود تھا۔ جب ایک نبی کی بعثت کا دور ختم ہوتا تو نئے نبی کی بعثت ہوتی۔ جب نئے رسول کی بعثت ہوئی تو سابقہ شریعت منسوخ کر دی جاتی۔

نیا رسول نئی شریعت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا۔ حتیٰ کہ اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کی بعثت ہوگئی۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اسی وقت دنیائے انسانیت ظلم و جہالت کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ سابقہ آسمانی کتب میں تحریف کر دی گئی تھی۔ انسانیت اللہ تعالیٰ کے بجائے بتوں کے آگے سجدہ ریز تھی۔ ظلمت و گمراہی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ آپ ﷺ نے تشریف لا کر لوگوں کو دعوت توحید دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیا۔ انسانیت کو ہدایت پر گامزن فرما دیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کی بدولت وہ لوگ رہتی دنیا تک ہدایت کی ستارے بن گئے آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے لوگ اخلاقی گراوٹ کا شکار تھے۔ شراب نوشی، سود خوری، جوا بازی جیسی اخلاقی بیماریاں اس معاشرے میں جڑ پکڑ چکی تھیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے اثر سے ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے صرف اخلاق عظمیہ کی تعلیم ہی نہ دی بلکہ آپ ﷺ کی ذات مجسمہ اخلاق تھی اور آپ کی اس خوبی کے معترف آپؐ کے دشمن بھی تھے۔ آپ کو صادق اور امین کے القاب سے پکارا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ آپؐ کے پاس امانتیں رکھواتے تھے حضرت خدیجہؓ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے قبل آپؐ کے اخلاق سے متاثر تھیں جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور آپ کے اخلاق کی گواہی انہوں نے یوں دی:

”اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ آپؐ صلح رحمی کرتے ہیں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ناداروں کی خبر گیری فرماتے ہیں آپؐ مہمان نواز ہیں اور تکالیف میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں“

جب آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلایا اور پوچھا کہ اگر میں تمہیں پہاڑ کے اس جانب سے کسی لشکر کے حملہ آور ہونے کی خبر دوں تو تسلیم کرلو گے سب بولے کیوں نہیں۔ہم نے آج تک آپ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سنا جب قریش نے آپ کی صداقت کا اقرار کرلیا تو آپ نے انہیں دعوت حق دی اور اپنی نبوت ورسالت کا برملا اعلان فرمایا۔تو وہی لوگ آپ کو جھٹلانے لگے اس دورِ ظلمت میں انسانیت کے کمزور طبقات ظلم کا شکار تھے آپ نے غلاموں، عورتوں، بچوں، ضعیفوں الغرض انسانیت کے تمام کمزور طبقات کے حقوق مقرر فرمائے۔عورتوں کو حقِ ملکیت، حقِ وراثت، حقِ شہادت اور حقِ عزت عطا فرمایا۔بچیوں کو زندہ دفن کرنے کی ظالمانہ رسم کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ فرمادیا۔انسانوں کی حیثیت حیوانوں سے کمتر تھی۔آپ نے غلامی کا خاتمہ فرمادیا۔آپؐ جب مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہوئے تو وہ سب لوگ آپؐ کے سامنے تھے جنہوں نے آپؐ اور مسلمانوں کو ستانے اور اذیتیں دینے میں کوئی کسر باقی نہ رچھوڑی تھی۔آپؐ نے ان پر رحم دلی کی اور ان کے ساتھ عفو درگزر کا ایسا معاملہ فرمایا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں مل سکتی۔آپؐ ایسے سخی اور فیاض تھے کہ جب بھی کوئی سائل آپؐ کی خدمت میں آتا آپؐ اسے اتنا عطا فرماتے کہ اس کی حاجت باقی نہ رہتی۔حدیث شریف میں ہے آپؐ سے جب بھی سوال کیا گیا تو آپؐ نے زبان مبارک سے جواب میں ''لا'' یعنی ''نہ'' نہیں فرمایا۔

آپؐ کی ازدواجی زندگی کا پہلو اتنا روشن ومنور ہے کہ قیامت تک اس کے نور سے فیض حاصل کیا جا سکتا ہے۔الغرض جس پہلو سے بھی دیکھیں آپؐ کی زندگی کامل نمونہ دکھائی دیتی ہے۔ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کی غلامی اختیار کریں گے کیونکہ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ

تعارف:

آپ جلیل القدر تابعین اور چالیس پیشواؤں میں سے ہوئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اویس احسان و مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہے۔ اور جس کی تعریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تعریف دوسرا کوئی کیا کرسکتا ہے۔ بعض اوقات جانب یمن روئے مبارک کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔

توصیف:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ کے آگے جو اویس قرنی کے مانند ہوں گے۔ اویس کو جنت میں داخل کیا جائے گا تاکہ مخلوق ان کو شناخت نہ کرسکے سوائے اس شخص کہ جس کو اللہ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ اس لئے کہ آپ نے خلوت نشین ہوکر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لئے عبادت و ریاضت اختیار کی کہ دنیا آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر قیامت کے دن آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی آپ کی دعا کے سبب قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا جائے گا (قبیلہ ربیعہ اور مضر دو قبیلے ہیں جن میں بکثرت بھیڑیں پائی جاتیں تھیں) اور جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے اور کہاں مقیم ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے پھر صحابہ کرام کے اصرار کے بعد فرمایا وہ اویس قرنی ہے۔

چشم باطن سے زیارت ہوئی:

جب صحابہ کرام نے پوچھا کہ کیا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے؟ آپ نے فرمایا کہ کبھی نہیں لیکن چشم ظاہری کے بجائے چشم باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے اور مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں اول غلبہ حال دوم تعظیم شریعت کیونکہ اس کی والدہ مومنہ بھی ہیں اور ضعیف و نابینا بھی اور اویس شتربانی کے ذریعہ ان کیلئے معاش حاصل کرتا ہے پھر جب صحابہ نے پوچھا کہ کیا ہم ان سے شرف نیاز حاصل کرسکتے ہیں۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں البتہ عمرؓ و علیؓ سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں لہذا جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام دینا۔ پھر جب صحابہ نے عرض کیا آپ کے پیراہن کا حقدار کون ہے؟ تو فرمایا اویس قرنیؒ:۔

مقام تابعی اور اشتیاق صحابہؓ:

دور خلافت راشدہ میں جب حضرت عمر اور حضرت علی کوفہ پہنچے اور اہل یمن سے ان کا پتہ معلوم کیا تو کسی نے کہا میں ان سے پوری طرح واقف نہیں البتہ ایک دیوانہ آبادی سے دور عرفہ کی وادی میں اونٹ چرایا کرتا ہے اور خشک روٹی اس کی غذا ہے لوگوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر خود روتا ہے۔ اور روتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر ہنستا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اویس قرنی نماز میں مشغول ہیں اور ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے ہیں فراغت نماز کے بعد جب ان کا نام دریافت کیا تو جواب دیا کہ عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ دکھایئے انہوں نے جب ہاتھ دکھایا تو حضور اکرم ﷺ کی بیان کردہ نشانی کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے دست بوسی کی اور حضور کا لباس مبارک پیش کرتے ہوئے سلام پہنچا کر امت محمدی کے حق میں دعا کرنے کا پیغام بھی دیا یہ سن کر اویس قرنی نے عرض کیا کہ آپ خوب اچھی طرح دیکھ بھال فرمالیں شاعد وہ کوئی دوسرا فرد ہو جس کے متعلق حضور ﷺ نے نشان دہی فرمائی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا جس طرح آپ ﷺ نے نشان دہی فرمائی ہے وہ آپ میں موجود ہے یہ سن کر اویس قرنی نے عرض کیا کہ اے عمر تمہاری دعا مجھ سے زیادہ کارگر ثابت ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا میں تو دعا کرتا ہی رہتا ہوں البتہ آپکو حضور کی وصیت پوری کرنی چاہیے چنانچہ حضرت اویس نے حضور ﷺ کا لباس مبارک کچھ فاصلے پر لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یارب جب تک تو میری سفارش پر امت محمدی کی مغفرت نہیں کر دیتا میں سرکار دو عالم کا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا کیوں کہ تیرے نبی ﷺ نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے چنانچہ غیب کی آواز آئی کہ ہم نے تمہاری شفارش پر کچھ افراد کی مغفرت کر دی ہے۔ اسی طرح آپ مشغول دعا تھے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ آپ کے سامنے پہنچ گئے اور جب آپ نے سوال کیا کہ آپ دونوں حضرات کیوں آ گئے؟ میں تو جب تک پوری امت کی مغفرت نہ

کروالیتااس وقت تک لباس نہ پہنتا:

مقام ولایت خلافت سے بہتر:

حضرت عمرؓ نے آپ کو ایسے کمبل کے لباس میں دیکھا جس کے نیچے تو نگری کے ہزاروں عالم پوشیدہ تھے یہ دیکھ کر آپ کے قلب میں خلافت سے دستبرداری کی خواہش پیدا ہوئی اور فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو روٹی کے ٹکڑے کے بدلے میں مجھ سے خلافت خرید لے یہ سن کر حضرت اویس نے کہا کہ کوئی بیوقوف شخص ہی خرید سکتا ہے آپ کو تو فروخت کرنے کے بجائے اٹھا کر پھینک دینا چاہیئے پس جس کا جی چاہے اٹھا لے گا یہ کہہ کر حضورِ اکرم ﷺ کا بھیجا ہوا لباس پہن لیا اور فرمایا کہ میری سفارش پر بنور بیعہ اور بنومدر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مغفرت فرمادی۔

اور جب حضرت عمرؓ نے آپ سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ دیدار نبی ﷺ سے مشرف ہوئے ہیں تو بتایئے کہ حضور ﷺ کے ابرو کشادہ تھے کہ گھنے؟ لیکن دونوں صحابہ جواب سے معذور رہے۔

اتباع نبی ﷺ میں دندان مبارک کا توڑنا:

حضرت اویسؓ نے کہا کہ اگر آپ رسول کریم ﷺ کے دوستوں میں سے ہیں تو یہ بتایئے کہ جنگ احد میں حضور ﷺ کا کونسا دانت مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے اتباع نبی میں اپنے تمام دانت کیوں نہ توڑ ڈالے؟ یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا جب حضور ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا کہ شاید کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا یہ دیکھ کر دونوں صحابہ پر رقت طاری ہوگئی اور یہ اندازہ ہوگیا کہ پاس ادب کا حق یہی ہوتا ہے گو حضرت اویس قرنیؒ دیدار نبیؐ سے مشرف نہ ہو سکے لیکن رسالت کا مکمل حق ادا کر کے دنیا کو درس ادب دیتے ہوئے رخصت ہوگئے۔

مومن کے لئے ایمان کی سلامتی ضروری ہے:

جب حضرت عمر نے اپنے لئے دعاء کی درخواست کی تو آپ نے کہا کہ نماز میں التحیات کے بعد میں

یہ دعا کیا کرتا ہوں ''اللھم اغفر اللمومنین و المومنات '' اے اللہ تمام مومن مردوں، عورتوں کو بخش دے اور تم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروئی حاصل ہوگی ورنہ میری دعا بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔

وصیت:

حضرت عمرؓ نے جب وصیت کرنے کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا اے عمر اگر تم خدا شناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو پھر پوچھا کہ اے عمر کیا اللہ تعالیٰ تم کو پہچانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں حضرت اویس نے کہا کہ بس خدا کے علاوہ تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے افضل ہے۔

استغناء

حضرت عمر نے خواہش کی کہ آپ کچھ دیر اسی طرح قیام فرمائیں میں آپ کے لئے کچھ لے کر آتا ہوں تو آپ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا کہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے اور اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو یقیناً آپ کا جو جی چاہے عنایت فرما دیں ورنہ یہ دو درہم میرے لئے بہت کافی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں تک پہنچنے میں آپ حضرات کو جو تکلیف ہوئی اس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں اور اب آپ دونوں واپس ہو جائیں کیونکہ قیامت کا دن قریب ہے اور میں زادِ آخرت کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ پھر ان دونوں صحابہ کی واپسی کے بعد جب لوگوں کے قلوب میں حضرت اویسؓ کی عظمت جاگزین ہوئی مجمع لگنے لگا تو آپ گھبرا کر کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد بھی صرف حرم بن حبان کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے نہیں دیکھا کیونکہ جب سے حرم بن حبان نے آپ کی شفاعت کا واقعہ سنا تھا اشتیاق زیارت میں تلاش کرتے ہوئے کوفہ پہنچے تھے۔

رمضان المبارک

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رمضان رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کا معنی جلانا ہے۔ چونکہ یہ مہینہ بھی مسلمانوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ دوسری وجہ نام رکھنے کی یہ ہے کہ یہ رمض سے مشتق ہے جس کا معنی گرم زمین سے پاؤں جلنا ہیں چونکہ ماہِ صیام بھی نفس کے جلنے اور تکلیف کا موجب ہوتا ہے لہذا اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ رمضان گرم پتھر کو بھی کہتے ہیں جس پر چلنے والوں کے پاؤں جلتے ہیں۔ جب اس مہینہ کا نام رکھا گیا تھا اس وقت بھی موسم گرم تھا۔ (غنیۃ الطالبین ۲۔ص ۵)

رمضان المبارک میں مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے:

۱: تیسری تاریخ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر صحائف نازل ہوئے۔

۲: چھ رمضان المبارک کو سیدنا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر توریت نازل ہوئی۔

۳: اٹھارہویں رمضان المبارک میں سیّدنا حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ وسلام پر زبور نازل ہوئی۔

۴: تیرہویں رمضان پاک کو سیّدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر انجیل نازل ہوئی۔

۵: ستائیسویں رمضان پاک میں حضرت امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲۔ص ۵)

۶: سترہویں رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

۷: ستائیسویں رمضان المبارک کو جنگِ بدر ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے۔

۸: رمضان پاک کے آخری دن میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جتنا کہ اول رمضان سے آخر رمضان تک آزاد ہوتے ہیں۔

رمضان شریف کی فضیلت

رمضان مبارک تمام مہینوں سے افضل ہے۔ جس طرح سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلواۃ والسلام کے بارہ بیٹوں میں سے سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے باقی گیارہ بھائیوں کی مغفرت فرمائی ہے اسی طرح رمضان مبارک کی برکت سے گیارہ مہینوں کی خطائیں معاف فرمائے گا۔ (نزہتہ المجالس ج ا ص ۱۳۶)

حضرت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر سیّدنا شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں پانچ حرف ہیں۔

ا۔ را۔ جو عبارت ہے رضوانِ خُدا سے۔

۲: میم۔ عبارت ہے محاباۃ خُدا سے۔

۳: ضاد۔ جو عبارت ہے ضمانِ خدا سے۔

۴: الف۔ عبارت ہے الفتِ خدا سے۔

۵: نون۔ جو عبارت ہے نور خدا سے۔

پس رمضان مبارک مسلمانوں کے لئے رضائے خدا اور محاباۃِ خدا۔ اور ضمان خدا۔ اور الفت خدا۔ اور نور خدا کا موجب ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۹)

غرضیکہ رمضان شریف کی فضیلت کا کیا پوچھنا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی آمد پر جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

جب رمضان شریف تشریف لاتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ماہ رمضان مبارک کی برکت سے ہر رات میں ساٹھ ہزار گنہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ سید الانبیاوالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک منادی آسمان سے طلوع صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے کہ اے خیر

کے طلب گار تمام کر اور خوش ہو اور اے برائی کے چاہنے والے رک جا اور عبرت حاصل کر۔ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے۔ کہ اس کی بخشش کی جائے۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ بزرگ و برتر رمضان شریف کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار گنہگار دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔

اسی طرح سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ ارشاد فرمایا کہ۔ رمضان پاک کی آخری رات میں میری امت کی بخشش کی جاتی ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ شب قدر ہے۔ فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والے کا اجر پورا دیا جاتا ہے جب وہ اپنا کام ختم کرتا ہے۔

جس بدقسمت نے رمضان پاک کی قدر نہیں پہچانی۔ اور اس میں نیک عمل کر کے اپنی بخشش نہیں کرائی اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ محبوب خدا حبیب کبریا شفیع روز جزا ﷺ فرماتے ہیں کہ۔

تم لوگ ممبر کے پاس حاضر ہو۔ پس ہم ممبر کے پاس حاضر ہوئے۔ جب حضور اقدس ﷺ ممبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ اور جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب ممبر شریف سے اترے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سنتے تھے۔ فرمایا بے شک جبریلؑ نے آ کر عرض کی کہ بے شک وہ شخص دور ہو (رحمت سے یا ہلاک ہو) جس نے رمضان شریف کو پایا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ وہ شخص دور ہو جس کے پاس تیرا ذکر ہو اور وہ درود شریف نہ پڑھے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ دور ہو وہ شخص جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو اس کے سامنے بڑھاپا آئے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔ (زواجر جلد اول)

۔حدیث شریف میں ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان سے اور ثواب سمجھ کر رمضان شریف کے روزے رکھے تو اس کے پہلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بندے کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی سے دس گنا سے سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ (کہ اس کا ثواب بے شمار ہے) بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار اپنی خواہش اور طعام میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت۔ اور ایک خوشی دیدار الٰہی کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ اور روزے ڈھال ہیں۔

سحری کے کھانے میں برکت ہے:۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ رمضان مبارک میں سحری کے وقت اٹھیں اور حسب ضرورت کھانا تیار کر کے کھائیں۔ اگرچہ ایک دو لقمے ہی ہوں یا کھجور کے چند دانے کھالیں۔ کیونکہ یہ کھانا باعث برکت ہے۔

محبوب خدا ﷺ فرماتے ہیں۔

سحری کیا کرو کیوں کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

ہم اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۷۵)

خود سید العالمین ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سحری کے وقت جاگا کرتے تھے اور کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا سحری کے وقت کھانا۔ کھانا سنت ہے۔ اور روزہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

افطاری:۔ جب پوری طرح سورج غروب ہو جائے تو حلال اور طیب چیز سے روزہ افطار کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْت وعلیک توکلت وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

افطاری میں جلدی کرنی چاہیے۔ اتنی تاخیر نہ ہو کہ ستارے نکل آئیں کیوں کہ ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ لوگ ہمیشہ (امت مسلمہ) خیریت پر رہیں گے جب تک جلدی روزہ افطاری کریں گے۔ اور افطاری میں تاروں کا انتظار نہ کریں گے۔ (کشف الغمہ جلد اول)

اسی طرح سیدنا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مالک دوسرا سرکار ابد قرار شافع یوم شمار ﷺ نے فرمایا۔ دین اسلام ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک کہ لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیوں کہ یہودی اور نصرانی

افطاری ہی میں دیر کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

فائدہ:۔ مگر اس جلدی کا مطلب یہ نہیں کہ ابھی سورج اندر باہر ہو اور پوری طرح غروب نہ ہوا ہو روزہ چھوڑ دیا جائے۔ ایسا کرنے سے سارے دن کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ اور نہ ہی ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر مزید ہے۔

روزہ کس سے کھولنا چاہیے:۔ یوں تو روزہ کھولنا ہر حلال چیز سے جائز ہے۔ مگر طاق کھجوروں سے روزہ افطار کرنا بہت ثواب ہے۔ اگر کھجوریں وقت پر نہ مل سکیں تو پانی سے روزہ کھولنا چاہیے۔

سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے۔

جب تم روزہ افطار کرو تو چاہیے کہ کھجوروں سے افطار کرو کیوں کہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجوریں نہ پاؤ تو پانی سے افطار کرو کیوں کہ وہ پاک کرنے والے ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

نماز تراویح:۔ رمضان مبارک کے مہینہ میں نماز عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھنی صحیح مذہب میں سنت موکدہ ہے۔ اور تمام آئمہ دین اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ رافضیوں کے علاوہ کوئی جماعت تراویح کی منکر نہیں ہے۔ محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ماثبت من السنۃ میں بعض کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ نماز تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو وقت کے امام (حاکم) کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے جنگ کرے۔ بعض فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اگر اہل شہر تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو امام (حاکم) ان سے جنگ کرے۔ (ماثبت من السنۃ ص ۱۵۸)

مسلمان مرد کے لیے مسجد میں جماعت سے نماز تراویح پڑھنی چاہیے۔ اور مسلمان عورت کو اپنے گھر کی چاردیواری میں تراویح پڑھنی چاہیے۔ تراویح پڑھتے وقت ہر چار رکعت کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ تسبیح (تسبیح تراویح) پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا نفل پڑھے۔ خواہ خاموش رہے۔

رمضان میں اعتکاف بیٹھنا سنت ہے:۔

جس مسجد میں اذان اور جماعت ہوتی ہو۔ وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لیے نیت کے ساتھ دس دن ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔

حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

﴿صاحبزادہ مقصود احمد صابری﴾

تعارف☆:

کشتۂ عشق ومحبت، تاجدار تصوف، پیکر علم وعرفان، مجسمہ سوز وگداز، فخر چشت اہل بہشت حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ والی کلیام اور خطہ پوٹھوار میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بانی حضرت امام الاولیاء حافظ حاجی شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح آپ نے بھی دنیا سے کنارہ کش ہوکر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے فریضے کو سرانجام دیا۔ تمام زندگی یاد خدا میں گزاری شب وروز یاد خدا میں مستغرق اور خدمت خلق خدا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جس کے گواہ سینکڑوں افراد ابھی بھی زندہ موجود ہیں۔ خواجگان چشت اہل بہشت کے جواز کار اور اوراد و وظائف بالخصوص آپ کے جداعلیٰ اور حضرت شہنشاہ کلیام کے جو بھی معمولات تھے وہ آپ اپنی زندگی میں پورے کرتے رہے کوئی لمحہ یاد خدا سے غافل نہ گزرتا۔ ہمہ وقت اپنے خواجگان کی طریقت پر گامزن رہتے۔ دنیاوی مال ومتاع کی قطعی پرواہ نہ فرماتے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت اختیار فرماتے صبر کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ فقر وفاقہ میں راضی برضا رہتے۔ جون جولائی کی سخت گرمی کے موسم میں تپتے پتھروں پر لیٹ کر اللہ رب العزت کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ اپنی خوراک کے طور پر ستو کو استعمال فرماتے تھے آپ نے اپنی زندگی کے مسلسل 47 سال خدا اور اس کے رسول کے احکام اور خواجگان چشت اہل بہشت کی طریقت اور اپنے آباؤ اجداد کے مشن پر گزاری۔ جس طرح آپ کے جداعلیٰ حضرت حافظ محمد شریف خان نے اپنی اولاد کیلئے کوئی دنیاوی مال ومتاع نہیں چھوڑا تھا۔ اسی طرح آپ نے بھی اپنی اولاد کے لئے کوئی مال ومتاع نہیں چھوڑا ہے۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہائی سادہ مزاج حلیم الطبع اور بڑے ہی خلیق ومہربان شخصیت کے حامل تھے ظاہری بناوٹ دکھلاوا ریاکاری تصنع سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا کبھی کسی کے بارے میں غلط خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔ درگزر آپ کا شعار رہا ہے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ دروازے پر

آنے والا سائل کبھی خالی نہ لوٹایا کچھ نہ کچھ دے کر بھیجتے تھے۔ لنگر وسیع اور دراز تھا ہر وقت دو چار یا اس سے زیادہ مہمان آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تمام عمر فقر و فاقہ اور صبر و رضا میں گزاری دنیاوی مال و متاع اپنے پاس کبھی بھی جمع نہ ہونے دیا۔ شب و روز یاد خدا میں مست الست رہتے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند پر صاحب ارشاد ہوئے۔ جس وقت آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہونے کے لئے الحاج مولوی عبدالستار صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے جداعلیٰ کے خلیفہ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور روحانی جانشین تھے کے ہاتھ پر بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مریدوں کا مرید ہونا بھی کوئی عقلمندی ہے۔ اس وقت آپ نے عرض کیا جو روحانی خزانہ ہمارے باپ دادا کا آپ کے پاس ہے اس میں سے حصہ لینا چاہتا ہوں۔ تو جواب میں آپ کے پیر و مرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس بات میں کوئی شک نہیں آؤ میں تمہیں بیعت کرتا ہوں۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمانے کے بعد آپ کو خواجگان چشت اہل بہشت کی تعلیم سے آراستہ کر کے جب آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا تو اس موقع پر محفل میں موجود کلیام شریف کا ایک شخص کہنے لگا یہ بچہ ابھی نابالغ ہے آپ اس کو خلافت کیوں دے رہے ہیں جبکہ یہ اس کا اہل نہیں ہے۔ تو اس کی بات سن کر حضرت قبلہ مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ یہ خلافت نہ تیرے باپ کی ہے نہ میرے باپ کی یہ اس کے اپنے باپ دادا کا مال ہے جو میرے پاس امانت تھی میں نے اس کے سپرد کر دی ہے دوسرے کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہ ہے۔

جداعلیٰ سے روحانی تعلق ☆: جس زمانے میں آپ کلیام شریف میں قیام پذیر تھے آپ کا یہ مستقل معمول تھا کہ ہر روز صبح نماز فجر سے اپنے جداعلیٰ کے مزار شریف پر حاضری دیتے اور نوافل بھی وہیں ادا کرتے تھے چونکہ بزرگوں نے ورثے میں مال و دولت تو چھوڑا نہیں تھا اس وجہ سے آپ کے گھریلو حالات تنگ دستی کا

شکار تھے۔

معمول کی حاضری کے دوران ایک دن آپ نے اپنے جداعلیٰ حضرت حافظ شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر درد بھرے لہجے میں اپنی تنگدستی کا ذکر کیا اور کہا کہ کسی اور کو حال کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ دن گزرارات کو خواب میں حضرت خواجہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حافظ صاحب نے فرمایا کہ میری قبر کے فلاں کونے کی اینٹ کے نیچے سے تمہیں روزانہ خرچ کے لئے اتنی رقم مل جایا کرے گی۔وہ لے لیا کرو مگر اس راز سے پردہ نہ اٹھانا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ حسب معمول جاتا نوافل ادا کرتا اور حاضری کے بعد مقررہ جگہ سے وہ رقم اٹھاتا اور خرچ کرتا۔اسی دوران دیکھتے دیکھتے میرے حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ اردگرد کے لوگ اور رشتہ داروں نے پوچھنا شروع کر دیا کہ بتاؤ یہ رقم کہاں سے لاتے ہو تمہارا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ بعض حضرات کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہروقت ذکر خدا میں مستغرق رہتے ہیں ہوسکتا ہے کیمیا گری کا کوئی نسخہ مل گیا ہو جس کی وجہ سے حالات بدل گئے اسی طرح جتنے منہ اتنی باتیں۔ایک دن بہت سے لوگوں نے مجبور کیا اور آپ کو گھیرے میں لے کر پوچھنے لگے آخر یہ راز کیا ہے ہمیں کیوں نہیں بتاتے۔آج تو بتانا ہی پڑے گا۔ بالآخر مجبوراً آپ کو اس راز سے پردہ اٹھانا پڑا۔ جب آپ نے اصل صورتحال سے لوگوں کو آگاہ کیا تو اس کے بعد سے وہ خرچہ ملنا بند ہو گیا۔

اس کے بعد حالات پھر دگرگوں ہو گئے جس کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات دل میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ راز سے پردہ اٹھانے کی سزا ملی ہے۔مگر آپ بالکل نہ گھبرائے اور دربار شریف کی مستقل حاضری کا معمول نہ چھوڑا۔

ایک دن آپ نماز فجر سے پہلے دربار شریف میں حاضر تھے کہ حضرت حاجی محمد شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پوتا مرید جناب کہیبہ خان آپ کے سامنے تشریف لائے اور آپ کی حالت زار کو دیکھنے کے بعد کہنے لگے صاحبزادہ صاحب کیوں پریشان ہو۔کون سا کسی غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے تمہارے اپنے دادے کا دربار ہے پھر اپنے دادا سے عرض کرو جس نے پہلے دلوائے تھے وہ اب بھی دلوا دے گا۔ سائیں کہیبہ

خان کی بات سن کر آپ کو بہت حوصلہ ملا آپ نے پھر اپنے جداعلیٰ کی خدمت میں دوبارہ اپنا حال زار پیش کیا تو جواب ملا کہ اتنی رقم تمہیں دوبارہ کچھ عرصے تک ملتی رہے گی اور پھر اس میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وہ سلسلہ دوبارہ بحال ہو گیا اور تمام معاملات درست ہو گئے اس کے بعد مقررہ مدت کے بعد رقم ملنا تو بند ہو گئی مگر اس کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق دوبارہ تنگدستی کبھی نہیں آئی۔

لاج رکھ لی میری لجپال نے ☆: جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا چکا ہے کہ آپ ہر روز بلا ناغہ نماز فجر سے پہلے اپنے دادا حضرت حافظ صاحب کے مزار پرانوار پر حاضری کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک دن معمول کے مطابق جب آپ دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاور نے تالا لگایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حسب معمول دربار شریف میں حاضری دینی ہے۔ لہٰذا تالا کھولو تو جواب میں مجاور نے کہا کہ تالا نہیں کھلے گا۔ آپ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص مجھے میرے دادا کے مزار پر حاضری دینے سے کیسے روک سکتا ہے۔ آپ وہاں سے گھر تشریف لائے اور اپنے برادران چچازاد بھائیوں جناب غلام جیلانی صاحب عبدالکریم صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں محمد یوسف صاحب کو ساتھ لیا اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کے لئے کچھ سامان اور کسی معاملہ سے نمٹنے کے لئے کلہاڑی ڈنڈے ہاکیاں وغیرہ ساتھ لے کر جب دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاوروں نے اپنے تمام رفقاء کو دربار میں جمع کر رکھا تھا کافی تعداد میں لوگوں کو دیکھ کر آپ کے ساتھ جو احباب گئے تھے وہ بھی مشتعل ہو گئے ان میں سے کسی نے کلہاڑا مارا اور دربار شریف کا تالا توڑ دیا۔ اتنے میں مجاورین کے رفقاء نے آپ کے ساتھیوں پر ڈنڈوں لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ ایک شخص نے آپ کو سوٹی کی ٹکر ماری جس سے آپ حضرت حافظ شریف خان علیہ الرحمۃ قبر انور پر جا گرے۔ ابھی آپ قبر انوار پر گرے ہی تھے کہ حضرت حافظ صاحب کی قبر مبارک سے آواز آئی۔ او بدبخت ہم نے تیرا کیا نقصان کیا تھا جادو گھڑیاں اور جی لے۔ اس کے ساتھ ہی قبر مبارک سے ایک بوتل کے کاک کے نکلنے کی آواز آئی جو اس شخص کو لگا۔

اس دوران کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی وہ بھی موقع پر پہنچ گئی۔ پولیس کے خوف سے آپ کے ساتھیوں نے ڈنڈے ہاکیاں کلہاڑیاں حضرت حافظ صاحب کے مزار شریف کا غلاف اٹھا کر اس کے نیچے چھپا دیئے۔

جب پولیس پہنچی تو مجاورین کے لوگوں نے گواہی دی کہ ان کے پاس فلاں فلاں چیز تھی جوانہوں نے مزار کے غلاف کے نیچے چھپا دی ہے۔ جب پولیس نے غلاف اٹھائے تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا لوگوں نے بھی بار بار تلاشی لی مگر وہاں سے کچھ نہ ملا۔ پولیس سمیت تمام افراد حیران و پریشان تھے کہ مزار شریف کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں یہ چیزیں چھپائی جاسکیں۔ اور یہ حضرات دربار شریف سے باہر بھی کہیں نہیں گئے بالاخر وہ چیزیں کہاں گئیں۔ آپ کو چونکہ شدید ضربیں لگیں تھیں اس لئے رفقاء نے آپ کو ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ جب آپ ہوش میں آئے تو پولیس ہسپتال میں ہی آپ کا بیان لینے کے لئے پہنچ گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر بیان دینے سے انکار کر دیا کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے پولیس اور آپ کے رفقا پریشان تھے کہ ابھی مقدمہ درج نہیں ہوا اور آپ فرما رہے ہیں کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے۔ پولیس افسران نے ہر چند کہا کہ آپ کے بیان نہ دینے سے کیس کمزور ہو جائے گا مگر آپ نے فرمایا کہ میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

ابھی آپ ہسپتال میں ہی زیر علاج تھے کہ جس شخص نے آپ کو لکڑی کی ٹکر ماری تھی اور اس کو قبر سے بوتل کا کاک نکل کر لگا تھا اس کے گھر والے اس کو لے کر ہسپتال میں ہی آ گئے اور معافی تلافی کرنے کے لئے عرض کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خدا کے لئے اسے معاف کر دیں اس سے غلطی ہوگئی ہے اس کی حالت غیر ہوگئی تھی اور بڑے کرب میں مبتلا تھا آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں معاف کرنے والا مجھ سے کیوں معافیاں مانگتے ہو جس نے اس کو سزا دی ہے اس سے جا کر معافی مانگو لیکن چونکہ وقت نکل چکا تھا اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

بقول عارف: تیر جستہ باز گردر انند زراوہ شخص جانبر نہ ہو سکا چند ہی دنوں میں اس کا اسی تکلیف سے انتقال ہو گیا۔ آج بھی کلیام شریف میں اس واقعہ کے چشم دید کافی تعداد میں بزرگ موجود ہیں کہ پولیس کے جانے کے بعد جب آپ کے رفقاء نے اپنے چھپائے ہوئے ڈنڈے، ہاکیاں، کلہاڑیاں مزار شریف کے غلاف کے نیچے چھپائی تھیں جو پولیس کو بار بار تلاشی کے باوجود نہیں ملے تھے آپ کے رفقاء کو چادر اٹھاتے ہی مل گئے۔

کلیام شریف سے کھیری مورت آمد☆: حضرت قبلہ مولوی الحاج عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ زیادہ دیر کلیام میں نہ رہے بلکہ جلد ہی وہاں سے ہجرت مکانی کر کے موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں تشریف لے آئے اور اپنی زندگی کے سنتالیس

برس آپ نے اس جگہ پر اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شریعت وطریقت کے چراغ جلائے اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت دکھلائی۔

آپ کی اولاد☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ سب سے بڑے صاحبزادے محمد عارف، دوسرے بشارت حسین، تیسرے صاحبزادے محمود سلطان ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے جناب صاحبزادہ محمد عارف آپ کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے ہیں جو بڑے بلند اخلاق اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں بڑی جانفشانی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۸ را گست ۱۹۹۸ء کو ہوا نماز جنازہ میں ہر مکتبہ فکر اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار فیض آثار موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

بحوالہ گلزار صابری المعروف ”صابری انسائیکلوپیڈیا“